کشور تصدق

برصغیر کی نامور خواتین کا تذکرہ۔ ''نسوان ہند''

Fasihuddin Balkhi's *Tazkara-e-Niswan-e-Hind* is a compilation that dicusses the lives of 50 women of the 19th century. This important document has been discussed in this essay along with the significance of its contents.

❖•❖•❖•❖•❖•❖•❖

تذکرہ نگاری:

تذکرہ نگاری کی عام تعریف کے مطابق ''بیاض'' کی ترقی یافتہ صورت کا نام تذکرہ ہے۔ بیاض میں صرف اشعار کا انتخاب ہوتا تھا پھر جب اسی میں صاحبان اشعار کے نام اور احوال کا اضافہ کیا گیا تو اس کا نام ''تذکرہ'' ہوا۔ انہی تذکروں کے ذریعے ہم ماضی اور حال میں ربط کر کے کلاسیکل ادب اور شاعری میں تنقید و تحقیق کے ذریعے تقدیم و تاخیر کا تعین کر سکتے ہیں۔

لغات اردو فارسی میں بھی ''تذکرہ'' کے کئی اور معنی کے ساتھ یہ معنی بھی بتائے گئے ہیں کہ ''ایسی کتاب جس میں شعرا کا حال لکھا جائے۔'' گویا، لغت کی رو سے اصطلاح شعر و ادب میں اشعار اور احوال شعرا سے متعلق کتاب کو تذکرہ کہتے ہیں، لیکن جب شعر و ادب کے سیاق و سباق سے ہٹ کر اسے استعمال کیا جائے گا تو اس سے مراد صرف شعرا کا تذکرہ نہیں بلکہ علما، فضلا، صوفیا، اطبا، اولیا اور حکما کا تذکرہ بھی ہوسکتا ہے۔ اہل قلم

Scanned by CamScanner

کے مطابق:

''تذکرہ ایک قسم کی تاریخ ہے ان میں تضاد یہ ہے کہ تاریخ میں بحث، واقعات زمانہ سے ہوتی ہے جبکہ تذکرے میں اشخاص کا بیان ہوتا ہے۔''(۱)

اردو شعرا کے قدیم ترین تذکرے:

محققین کے نزدیک قدیم ترین تذکروں میں مندرجہ ذیل کے نام لیے جاتے ہیں:

۱۔ نکات الشعرا، از میر تقی میر، مولفہ ۱۱۶۵ھ
۲۔ گلشن گفتار، از حمید اورنگ آبادی، مولفہ ۱۱۶۵ھ
۳۔ تحفۃ الشعرا، از افضل بیگ قاقشال، مولفہ ۱۱۶۵ھ
۴۔ ریختہ گویاں، از فتح علی حسینی گردیزی، مولفہ ۱۱۶۶ھ
۵۔ مخزن نکات، از قیام الدین قائم، مولفہ ۱۱۶۸ھ''(۲)

تذکرہ نسواں ہند:

تذکرہ نسواں ہند جسے فصیح الدین بلخی نے مرتب کیا ہے جس میں قدیم زمانے سے لے کر دور حاضر تک ملک ہند کی نامور خواتین کا اندراج ہے۔ بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے:

''اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ محمد حسین آزاد کی ''آب حیات'' مصنفہ ۱۸۸۰ء سے قبل اردو شعرا کے جتنے تذکرے لکھے گئے ہیں وہ فارسی زبان کے ہیں۔'(۳)

اس سے معلوم یہ ہوا کہ تذکرہ نگاری کا فن فارسی سے اردو ادب میں آیا۔ علمی، ادبی، فنی، سیاسی اور تمدنی اور اخلاقی صلاحیتوں کا درست اندازہ لگانے کے لیے عورتوں کے

Scanned by CamScanner

حالات سے واقفیت بھی اشد ضروری ہے ۔ مورخوں اور تذکرہ نگاروں نے مردوں کے حالات تو بڑی شدومد کے ساتھ لکھے ہیں مگر خواتین کے تذکرے محض ضمناً درج کیے گئے ہیں اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کے کارناموں کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھنا مردوں کی عظمت اور برتری کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ان تمام قیود اور پابندیوں کے باوجود ملک ہند کی خواتین کی صفات اور کارنامے اس قدر اہم، عظیم الشان اور حیرت انگیز ہیں کہ ان کی مثالیں کسی اور ملک کی تاریخ میں کمتر پائی جاتی ہیں۔

اس ضمن میں ایک بہتر اور اچھی کوشش تذکرہ ''نسوان ہند'' ہے جس کو فصیح الدین بلخی نے مرتب کیا ہے مگر اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تذکرہ بھی خاص طور پر خواتین شعرا پر نہیں۔ کیونکہ بلخی نے کتاب کے ٹائٹل پر خود لکھا ہے۔

> ''شاعرات، مصنفات، کاملات، شہیرات اور مقدسات کے حالات مستند تواریخ اور تذکرہ سے اخذ کر کے تحقیقات کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔'' (۳)

اگرچہ ''نسوان ہند'' خالصتاً خواتین شعرا کا تذکرہ نہیں ہے مگر مجموعی طور پر یہ ایک بہتر اور اچھی کوشش ہے ۔ خواتین کو منظر عام پر لانے کی ایک اور کوشش ''بہارستان ناز'' بھی ہے جس کے مصنف حکیم فصیح الدین رنج ہیں جو غالب کے شاگرد تھے یہ ۱۸۶۲ء میں اردو زبان میں لکھا جانے والا پہلا تذکرہ ہے ۔ اس میں ۱۸۴ شاعرات شامل ہیں اور ان میں سے بیشتر بازاری خواتین ہیں ۔ لیکن بقول خلیل الرحمٰن داؤدی کے:

> ''لیکن یہ طوائفیں آج کل کی طوائفیں نہیں ہیں جو نیم تعلیم یافتہ ہوتی ہیں اور آئین معاشرت و آداب وتمدن سے کوسوں دور۔ اس عہد کی طوائفوں کا ایک مخصوص کلچر تھا۔ شرفاء کا ان سے ملنا جلنا ناپسندیدہ نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ بڑے بڑے اصحاب فضل و کمال ان سے وابستگی

Scanned by CamScanner

کے اظہار کو اپنے لیے موجب ننگ و عار نہیں سمجھتے تھے۔''(۴)

اس تذکرے ''نسوان ہند'' کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ تذکرہ اردو زبان میں ہے اور دوسری خوبی یہ ہے کہ اس تذکرے کی ساری عبارت مقفیٰ و مسجع ہے جیسے:

''مورخوں اور تذکرہ نگاروں نے عموماً مردوں کے حالات شد و مد کے ساتھ لکھے ہیں لیکن عورتوں کے تذکرے مردوں کے حالات کے سلسلے میں محض ضمناً درج کیے ہیں۔''

فنی حوالے سے اس تذکرے میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ اس میں تمام شاعرات کا ذکر حروف تہجی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اس تذکرے میں ۵۰۰ خواتین کے حالات ہیں، ان خواتین میں ۲۸۶ شاعرات، ۵۴ مصنفات اور ذی علم خواتین، ۱۶ کاملات، جنہوں نے کسی خاص فن میں کمال حاصل کیا، ۱۰۱ شہیرات جنہوں نے سیاسی، تمدنی، اخلاقی یا کسی ذاتی وصف کے سبب شہرت حاصل کی اور ۴۱ مقدمات ہیں یعنی کہ وہ خواتین جن کو مذہبی تقدس کے تحت شہرت وعظمت حاصل ہے۔

لہٰذا خواتین کی مندرجہ بالا صفات کے اعتبار سے اس مسودے کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے بات کرنا مناسب ہے۔

حصہ اوّل شاعرات

۱۔ اثیمہ

یہ مشہور و معروف شاعرہ اہلیہ قادر محی الدین خان بہادر ساکنہ مدارس تھیں۔ اس خاتون نے مثنوی ناری میں میر حسن کا مقابلہ کیا۔ ان کی تصانیف میں مثنوی گلبن مہ رخاں، مثنوی گلشن مہوشاں، مثنوی گلشن شاہداں، چوتھی کتاب گلشن عاشقاں نثر میں اور پانچویں کتاب اردو دیوان ہے۔ ان کا تعلق شاعر گھرانے سے تھا۔

Scanned by CamScanner

۲۔ امراؤ

امراؤ متخلص باسم خود لکھنو کی ایک شاہد بازاری تھی۔ جس کے کئی اشعار تذکرۃ النساء میں نظر سے گزرے مثلاً:

گر مجکو سیر کا کل خمدار نہ ہوتا
تو یوں میں بلاؤں میں گرفتار نہ ہوتا
پلادے ساقیا زوروں پہ ہو عالم جوانی کا
لگا دے خم مرے منہ سے شراب ارغوانی کا

۳۔اختر:

یہ ایک مشہور شاعرہ اور ادیبہ ہیں ،قوم و وطن کی خدمت اور ادب نوازی میں ممتاز ہیں کہ کوئی ہندوستانی خاتون ان کے مقابل کی نہیں مانی جاتی۔ ان کی نسبت بلخی'' نسوان ہند'' میں یوں رقم طراز ہیں:

'' ان کی پیدائش ۱۹۱۸ء میں حیدر آباد دکن میں ہوئی۔ اسی لیے حیدر آبادی مشہور تھیں۔ آبائی وطن لکھنو تھا۔ آل انڈیا اردو کانفرنس بنگلور نے ان کی سخن طرازی کے صلہ میں'' زہرہ سخن'' کے خطاب سے نوازا۔ ادب وشاعری کا ذوق فطری تھا۔''(۴)

نمونہ کلام:

شعر ہے صرف واردات کا نام
شعر کو میں سمجھتی ہوں الہام
پردہ شعر میں ہے اک آفاق
نغمہ شعر، مصلح اخلاق

۴۔ادا:

نام فاطمہ بیگم تھا اور ادا تخلص تھا۔ ان کا اصل وطن لکھنو تھا لیکن تعلیم و تربیت حیدر

Scanned by CamScanner

آباد میں حاصل کی۔ان کی شاعری اکثر نظموں پر مشتمل ہے۔ان کا نمونہ کلام یہ ہے کہ:

جب فضا میں سکوت ہوتا ہے
ذرہ ذرہ جہاں کا سوتا ہے
جب فلک پر گھٹائیں چھاتی ہیں
بجلیاں کوند کر ڈراتی ہیں
اور جب کوئی خوف کھاتا ہے
رخ رنگیں کو ڈھانپ لیتا ہے
ہمیں معلوم ہوتا ہے ایسا
کہ ہماری جبیں کی ہے یہ ضیا
محو پہروں اسی میں رہتی ہوں
دل کو تسکیں یوں ہی دیتی ہوں
مگر افسوس تم نہیں آتے

ادا کی شاعری بڑی مترنم اور دل آویز معلوم ہوتی ہے اور یہی ان کی شہرت کا سبب بھی بنی۔

۵۔بی بی طاہرہ:

یہ خاتون حضرت تاج العارفین شاہ کی دختر اور شاہ برکت اللہ کی اہلیہ تھیں۔ بڑی عالمہ، فاضلہ اور عابدہ تھیں۔ فقہی مسائل کا درس اپنے والد سے لیا تھا، تصوف سے خاص شغف رکھتی تھیں۔شعر گوئی سے فطری مناسبت تھی۔لیکن شوہر کے منع کرنے پر اپنا کلام خود ہی نذر آتش کر دیا۔ ان کے بیٹے شاہ وجہہ اللہ نے کچھ کلام اپنی بیاض میں نقل کر لیا تھا۔ اسی کا کچھ حصہ باقی ہے۔

۶۔بنو:

نام اور تخلص بنو تھا ،دہلی کی رہنے والی تھی ۔ آشفتہ کی محبت میں گرفتار ہوکر

Scanned by CamScanner

شاعری کو اپنا شعار بنایا اور بقول رنج:

''ہزاروں مردوں سے اچھی شاعری کرتی تھی۔''(۵)

اس کا محبوب آشفتہ بھی شاعر تھا۔اس نے کسی وجہ سے اپنے گلے پر چھری پھیر کر خودکشی کر لی تھی جس کا بنو کو ایسا خلق ہوا کہ وہ بھی تب دق میں مبتلا ہو کر چھ مہینے کے بعد ہی انتقال کر گئی۔

نمونہ کلام:

میں تب غم سے جلوں اور یہ کریں دق کا علاج
لہو سمجھ الٹی طبیبوں کی تو اس کا کیا علاج
نہ تو موت آتی ہے نے زیست کا یارا مجکو
ہائے آشفتہ ترے مرنے نے مارا مجکو
موت پر بس نہیں چلتا ہے کروں کیا، ورنہ
تو نہیں ہو تو نہیں زیست گوارا مجکو
ہے غضب، وہ تو مرے اور جیوں میں بنو
موت آجائے تو ملے عمر دوبارہ مجکو

۷۔پکھراج:

آگرہ کی رہنے والی ایک خوش باش شاعرہ تھیں۔ اٹاوہ میں قیام پذیر تھیں۔ عمدہ اور صاف کلام کی بدولت مشہور تھیں۔ مثلاً یہ چند اشعار:

ہم ہی ہر طرح ٹھہرتے ہیں قطا وار ان کے
جب بگڑتی ہے کوئی بات بنا دیتے ہیں
خواب میں سیر کیا کرتی ہیں آنکھیں ان کی
آپ سوتے ہیں تو جادو کو جگا دیتے ہیں

Scanned by CamScanner

۸۔ جانی:

ان کا نام بیگم جان تھا۔ یہ نواب قمر الدین خان کی دختر اور نواب آصف الدولہ (والی اودھ) کی زوجہ تھیں۔ شاعری میں خاصی مشق رکھتی تھیں۔ سخن الشعرا، تذکرہ النسا اور مشاہیر نسوان وغیرہ میں ان کا ذکر موجود ہے۔

نہیں ٹانکے مرے زخم جگر پر
یہ اس کا خندہ دنداں نما ہے
نہیں ٹلتی کسی عنوان سر سے
شب غم بھی کوئی ک الی بلا ہے

۹۔ جمعیت:

ان کا تخلص جمعیت تھا اور شاید نام بھی یہی ہو، اس کا شاعراہ کے اہم ہونے کا سبب اس کا غیر مسلم ہونا تھا۔ اس کی ماں ہندی الاصل اور باپ یورپین تھا اور یہ خود کسی انگریز میجر آر جسٹن کی بیوی تھی۔ بلخی نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے کہ:

''موسیقی سے گہرا لگاؤ رکھتی تھی اور آگرہ کے گویوں کو اس کے لکھے ہوئے گیت ازبر تھے۔''(۷)

انگریزی کے علاوہ اردو اور فارسی سے بھی بخوبی واقف تھی اور برج بھاشا پر بھی دسترس رکھتی تھی ۔ تذکرۃ الخواتین میں بھی اس خاتون کا ذکر موجود ہے۔ انسان جہاں رہتاہے وہ خود کو وہاں کے مطابق ڈھال لیتاہے۔ جیسے کہ جمعیت کی شاعری آگرہ نے مروجہ مضامین اور دستور کے مطابق تھی۔ اس کے اشعار کسی بھی طرح باقی شاعرات سے کم نہیں ہیں۔ مثلاً:

روٹھا ہے ہمارا جو وہ دلبر کئی دن سے
اس واسطے رہتی ہوں مضطر کئی دن سے

Scanned by CamScanner

مقسوم کی خوبی ہے یہ قسمت کا ہو احسان
رہتا ہے خفا مجھ سے جو دلبر کئی دن سے

۱۰۔ چندا ماہ لقا:

ولی دکنی کی طرح چندا کو اردو کی سب سے پہلی صاحب دیوان شاعرہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ چندا ۱۱۸۱ھ کے قریب پیدا ہوئی اور ترکی النسل ہونے کے سبب حسن و جمال میں بے نظیر تھی۔ بلخی اس کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

''میر عالم دیوان سکندر جاہ والی ملک دکن نے اپنی مثنوی میں جس حسین شاعرہ کا سراپا لکھا ہے وہ یہی شاعرہ تھی۔''(۷)

جبکہ رنج نے چندا کا نام چندہ رنڈی لکھا ہے اور بلخی اور رنج دونوں نے اسے طوائف یا بازاری عورت کہا ہے۔ لیکن ایسا ہے نہیں۔ چندا کا خاندان معزز اور اعلیٰ تھا۔ اس کے والد کا نام مرزا سلطان نظر تھا جو شاہی خاندان کی خدمت پر معمور تھے۔ چندا کی ماں کا نام میدا بی بی تھا۔ جب چندہ کا ننھیال ہجرت کر کے دیولیہ پہنچا اور بھگتیوں کے محلے میں قیام کیا تو چونکہ بھگتیوں کا پیشہ گانا بجانا تھا یوں ان لڑکیوں نے بھی گانا بجانا سیکھا جب معاشی حالات بہت بگڑ گئے تو ان لڑکیوں نے بھی محل میں گانا بجانا شروع کیا اور یوں ان کے حسن اور آواز کی دھوم اردگرد کے علاقوں میں پھیل گئی۔ چندا کی پیدائش کے بعد اس کی ماں نے دنیا داری چھوڑ کر یادِ الٰہی میں دل لگا لیا اور چندا کی سوتیلی بہن مہتاب بی بی نے چندا کی پرورش کی۔

چندہ ایک غیر معمولی لڑکی تھی، اس کی پرورش نہایت شاندار طریقے سے ہوئی۔ وہ اردو، فارسی، عربی وغیرہ جانتی تھی۔ شاعری اور تاریخ سے اسے گہرا لگاؤ تھا۔ وہ طبعاً خوش مزاج، بذلہ سنج، لطیفہ گو، شوقی پسند، حاضر جواب اور موسیقی کی ماہر بھی تھی۔ چندا کے بہنوئی (نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی) نے اسے ماہ لقا کا خطاب عطا کیا۔

Scanned by CamScanner

وہ فن سپہ گری اور شہسواری میں بھی مشاق تھی۔ اکثر مردانہ لباس پہن کر کمر سے تلوار لگائے گھوڑے پر سیر کو نکلا کرتی تھی ۔چندا حاجت روائی میں بھی بہت مشہور تھی ۔ اسے عمارتوں کا بھی شوق تھا ۔اس نے دو لاکھ صرف سے اپنے لیے مقبرہ بنوایا۔ چندا شاعری میں شیر محمد خان ایمان کی شاگرد تھیاور اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں اچھے اشعار کہتی تھی۔ چندا نے ساٹھ برس کی عمر پاکر ۱۲۴۰ھ میں انتقال کیا۔

نمونہ کلام

یوں تو چندا پورا دیوان موجود ہے مگر رنج ''بہارستان ناز'' میں یہ شعر یوں درج کرتے ہیں کہ:

''یہ شعر ہاتھ آیا ہے جس کی ردیف نے کو ہم کو خوب ہنسایا ہے۔''

اخلاق سے تو واقف جہان ھیگا
پر آپ کو غلط کچھ اب تک گمان ھیگا
یک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کا
پر کیا کروں کہ تیرا منہ درمیان ھیگا

کچھ فارسی اشعار:

بروز حشر الٰہی جو نامہ عملم
کنند باز کہ آں روز باز خواہ من است
بکن مقابلہ آں را بہ سرنوشت ازل
کمی و بیشی اگر باشد آں گناہ من است
گرانی می کند بار تبسم لعل جاناں را
کہ آں لب از نزاکت برندار و سرخی پاں را

چندا کی شاعری اس کے ذاتی جذبات و واردات کی ترجمان ہے ۔اس کے طرز

Scanned by CamScanner

بیان میں سادگی اور زبان میں سلاست پائی جاتی ہے ۔ وہ ماہ لقا کے لقب سے ایک جانی پہچانی شاعرہ ہے۔

۱۱۔ حیا:

ان کا نام کنیز فاطمہ اور تخلص حیا تھا۔ یہ خاتون چودھری نعمت اللہ ایڈوکیٹ کی بیٹی اور چودھری عبدالرحمٰن ساکنؔ سندیلہ کی اہلیہ تھیں۔ انہیں ادبی کاموں سے خاص شغف تھا۔ انہوں نے لکھنو سے ایک رسالہ بھی نکالا جس کی وہ خود اڈیٹر تھیں ۔ چند اشعار بطور نمونہ:

گلے تو ملتے ہیں احباب اے حیا اب بھی
مگر دلوں میں صداقت کی جو نہیں باقی

۱۲۔ حجاب:

یہ کلکتہ کی ایک مشہور اور خوش باش شاعرہ تھیں جو موسیقی میں بھی مشاق تھیں ایک دفعہ ایک میلے میں گئیں تو داغ دہلوی ان پر فریفتہ ہو گئے اپنی اس فریفتگی کو داغ نے اپنی ایک غزل کے مقطع یوں بیان کیا ہے:

در پردہ تم جلاؤ، جلاؤں نہ میں چہ خوش
میرا بھی نام داغ ہے گر تم حجاب ہو

حجاب کا نمونہ کلام:

حال حجاب قابل شرح و بیاں نہیں
آنسو نہ ٹپکے سن کے یہ وہ داستاں نہیں
وہ اور میرے گھر میں چلے آئیں خود بخود
سر پر مرے حجاب مگر آسماں نہیں

۱۳۔ دلہن:

نہایت نیک سیرت خاتون تھیں ۔ نام اور تخلص دلہن تھا۔ نواب انتظام الدولہ کی

Scanned by CamScanner

دختر اور نواب آصف الدولہ والی اودھ کی زوجہ تھیں۔ گھریلو اور نیک سیرت خاتون تھیں۔

اشعار:

جہاں کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں
مثال لالہ کے دل دغدار رکھتے ہیں
بہار ہے پھوڑ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا
تری کی راہ سے نکلا ہے قافلہ دل کا

۱۴۔ گلبدن بیگم:

گلبدن بیگم ۹۲۹ھ بمطابق ۱۵۲۲ء میں بابل میں پیدا ہوئیں۔ وہ ہندوستان کے بادشاہ ظہیر الدین بابر کی بیٹی تھیں۔ ان کی شادی فضر خواجہ سے ہوئی۔ ان کی والدہ کا نام صالحہ سلطان (تاریخ میں دلدار بیگم کے نام سے مشہور تھیں) تھا۔ ہمایوں نامہ گلبدن ہی کی تصنیف ہے جس میں ہمایوں بادشاہ اور اس کے مقبروں کے حالات فارسی میں بیان کیے گئے ہیں۔ ایک کتاب ہندوستان کی بیں بڑی خواتین میں درج ہے کہ ہمایوں نامہ کے شروع میں گلبدن بیگم لکھتیں ہیں۔

"عرش آشیانی (اکبر اعظم) کی طرف سے ایک فرمان جاری ہوا کہ فردوس مکانی (بابر) اور حضرت جنت آشیانی (ہمایوں) کے بارے میں مجھے جو معلوم ہوا ہے اسے ورطہ تحریر میں لے آؤں۔"

۱۵۔ گوہر:

گوہر سلطان پور میں پیدا ہوئیں، نام اور تخلص گوہر تھا، انہوں نے اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ کچھ انگریزی تعلیم بھی حاصل کر رکھی تھی اور یہ پرانی شاعرات کے مقابلے میں زیادہ تعلیم یافتہ تھیں۔ انہیں گلوکاری کا بھی شوق تھا۔

Scanned by CamScanner

نمونہ کلام:

بس روٹھ گئی رسم دل لگی کی
روئے وہ جو بات کی ہنسی کی

۱۶۔ ناز:

نہایت خوبصورت شکل و سیرت کی مالک اس خاتون شاعرہ کا نام بندی جان اور تخلص ناز تھا۔ یہ اچھی گلوکارہ اور موسیقار تھی۔ تلیم یافتہ بھی تھیں ، اردو ،انگریزی اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔ سلائی کڑھائی وغیرہ میں بھی ماہر تھیں۔ عظیم آباد کی طوائف مشہور تھی۔ موسیقی میں اتنی گہری مہارت تھی کہ اکثر بڑے بڑے استادوں کی بھی اصلاح کیا کرتی تھی۔ نمونہ کلام:

چھوڑ کر اپنی بادشاہی کو
تیرے در پر فقیر ہو بیٹھے
ان کی محفل میں کہاں ہم سے غریبوں کا گزر
دیکھ لیتے ہیں مگر راہ میں آتے جاتے

۱۷۔ یاسمن:

یہ سہارن پور کی ایک شاعرہ تھی۔ تذکرہ ''بہارستان ناز'' یاسمن پر ختم ہوتا ہے۔ رنج ان کے بارے میں یوں کہتے ہیں:

''یاسمن تخلص اور تومن نام ہے ، سہارن پور رہنے کا مقام ہے ۔علم مجلسی میں رشک حسینان بازاری ہے۔ اگرچہ میں نے اسے دیکھا نہیں مگر سنتا ہوں کہ عادت کی اچھی یہ بے چاری ہے ۔''

Scanned by CamScanner

حصہ دوم مصنفات

ا۔ابھے بھارتی:

بہترین مصنفہ تھیں، بڑے بڑے ذی علم پنڈت مذہبی مباحثوں کے پیچیدہ مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان کے جواب کو ہی مسئلے کا آخری حل سمجھا جاتا تھا۔وافر مقدار میں علم وفضل سے بہرہ ورتھیں،علم عروض اور ناٹک پر بھی عبور رکھتی تھی۔

۲۔بی بی صالحہ

یہ ایک عظیم صوفی و عالم شاہ فضل عظیم کی بیٹی تھیں۔ اپنے والد ہی کی بدولت اردو، فارسی اور عربی پر قدرت حاصل کی ۔صبر و استقلال کا مرقع تھی۔ زیورات کی زکوۃ پابندی سے ادا کرتی تھی کئی رسالے شائع کیے۔ انہوں نے اپنے والد کی وفات پر ایک تاریخی نظم بھی لکھی۔

۳۔جیلانی بانو:

جیلانی بانو حیدر آباد دکن کی ایک مشہور افسانہ نگار ہیں ۔ان کے افسانے ہندوستان و پاکستان میں مشہور ومقبول ہیں۔ ان کے ذاتی حالات تو درست معلوم نہ ہوئے مگر ان کی تحریروں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خاتون ترقی پسند ادب سے گہری دلچسپی رکھتی ہیں۔ رسالہ نقوش کے افسانہ نمبر میں بھی ان کا افسانہ شائع ہو چکا ہے۔

۴۔خدیجہ مستور:

یہ خاتون دسمبر ۱۹۲۷ء کولکھنو کے ایک متوسط گھرانے میں پیداہوئیں۔ فن صحافت ان کا خاص مشغلہ ہے ۔ظہیر بابر صاحب سے ان کی شادی ہوئی ہے ۔ پاکستان بننے کے بعد سے لاہور میں مقیم ہیں۔ ''بوچھار'' اور ''کھیل'' یہ دو افسانوں کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

Scanned by CamScanner

۵۔سریمتی ہردیوی:

اس ہندوستانی خاتون نے عورتوں کی اخلاقی اور سماجی حالت کو درست کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ کئی رسالے اردو، ہندی اور انگریزی میں شائع کیے۔ ۱۸۸۹ء میں لاہور سے ایک ماہانہ رسالہ ''بھارت بھاگنی'' ناگری زبان میں جاری کیا۔

عورتوں پر ہونے والے ظلم، تعلیم طفلاں اور حقوق نسواں پر بھی ایک رسالہ لکھا بعض قدامت پسندوں نے اس خاتون کی بڑی مخالفت بھی کی۔

۶۔عصمت چغتائی

عصمت چغتائی افسانہ نگاری میں ایک معروف نام، انہوں نے علی گڑھ سے بی۔اے بی۔ٹی کا امتحان پاس کیا۔کئی سال تک درس و تدریس کے پیشے سے منسلک رہیں۔۱۹۴۲ء میں شاہد لطیف صاحب کی زوجہ ہوئیں۔ کچھ عرصہ بمبئی میں قیام کیا اور کئی فلمی افسانے بھی لکھے ان کے افسانوں کے اب تک چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں (۱) کلیاں (۲) چوٹیں (۳) ایک بات (۴) چھوئی موئی وغیرہ شامل ہیں۔پرکاش پنڈت نے ''سرخ آنچل'' میں ان کا ایک افسانہ ''بہو بیٹیاں'' نقل کیا ہے۔اس کے علاوہ ان کے دو ناول بھی مشہور ہوئے ہیں۔ (۱) ضدی (۲) ٹیڑھی لکیر

۷۔قرۃ العین حیدر:

یہ خاتون ۲۰ جنوری ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئیں۔ سید حیدر یلدرم مرحوم کی بیٹی ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی سے میٹرک کیا۔ برن کالج لکھنو سے بی۔اے اور ایم۔اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔مصوری اور کلاسیکل میوزک کی شوقین تھیں۔ ایک عرصے تک اپنے والد کی پرائیویٹ سیکرٹری رہیں وہ مضامین یا افسانے بولتے جاتے تھے اور یہ لکھتی جاتی تھیں۔لکھنو ریڈیو کے ادبی اور تمثیلی پروگراموں میں بھی حصہ لیتی تھیں۔کسی ادبی رسالے میں ان کا پہلا مضمون ۱۹۴۳ء میں ''لالہ رخ'' کے فرضی نام سے چھپا تھا۔ یہ مصنفہ انگریزی

Scanned by CamScanner

میں بھی مضمون نگاری کی اچھی صلاحیت رکھتی ہیں۔

۸۔موتی بیگم:

یہ ۱۹ ویں صدی کی ایک نامور مصنفہ ہے جس نے ہندوستان سے انگلستان تک اپنی قابلیت کا سکہ منوایا۔ مشاہیر نسواں میں بھی ان کا ذکر ہے ۔ بلتی ان کا ذکر یوں کرتے ہیں:

'' صحافت میں موتی بیگم ایک ایسی قابل عورت گزری ہے جس نے بذات خود راجپوتانہ گزٹ کی اڈیٹری اس خوبی سے انجام دی کہ ہر ایک نے اس کی تعریف کی ہے ۔''

۱۹۰۰ء کے قریب جب مولوی مراد علی نے انتقال کیا تو اس لائق خاتون نے گزٹ کو بدستور اپنی ذاتی نگرانی اور اڈیٹری میں جاری رکھا اور گزٹ کی حالت میں کوئی ابتری نہ ہونے دی ۔

۹۔ممتاز جہاں:

ان کے والد کا نام میاں محمد شاہنواز اور والدہ بیگم شاہنواز تھیں۔مشہور و معروف لیڈر میاں محمد شفیع مرحوم ان کے نانا تھے ۔ یہ خاتون ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو لاہور میں پیدا ہوئیں۔ کوئن میری کالج لاہور اور لیڈی ارون کالج دہلی میں تعلیم حاصل کی ۔گھر میں علم و ادب کا چرچا ہونے کی وجہ سے شاعری کا ذوق پیدا ہوا،انگریزی میں بھی شاعری کی یہاں تک کہ ان کی نظم "What is the use of it all" ۱۹۳۰ء میں لندن کے مشہور رسالے "Spectator"میں ان کی تصویر کے ساتھ شائع ہوئی ۔

انہوں نے علم خانہ داری پر بھی ایک کتاب لکھی جو کہ پنجاب میں بہت مقبول ہوئی ۔ یہ شہرت اور عہدے سے بے نیاز رہنے والی خاتون تھیں۔کشمیر کی جنگ میں بارمولا جاکر انہوں نے خطرے کی حالت میں بہت سوں کی جانیں بچائیں اور خود ۱۵ اپریل

Scanned by CamScanner

۱۹۴۸ء میں ایک ہوائی جہاز کے حادثے میں انتقال کیا۔

۱۰۔ ہاجرہ مسرور:

ہاجرہ مسرور کے اس تعارف کے علاوہ کہ (وہ خدیجہ مستور کی چھوٹی بہن ہیں) یہ ہے کہ وہ قابل مصنفہ ہیں جنہوں نے احمد ندیم قاسمی کی معیت میں رسالہ نقوش کی ادارت بھی کی ہے۔ ۱۷ جنوری ۱۹۲۹ء کو پیدا ہوئیں۔ حساب کے علاوہ ہر مضمون میں خاصی تیز تھیں۔ اچھی افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانوں کے مجموعے "ہائے اللہ" "چھپے چوری" "چرکے" اور "اندھیرے اجالے" شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا پہلا افسانہ ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا تھا اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

حصہ سوم کاملات

۱۔ انارکلی:

اس خوبصورت نام سے آج بھی لاہور کا ایک مشہور اور بالائق بازار موسوم ہے۔ اس نام سے متعلقہ فلم بھی بنی ہے اور اس کے متعلق لوگوں کے کئی افسانے بھی گھڑ رکھے ہیں۔ اس خاتون کا خاندان ترکستان سے لاہور آیا تھا۔ یہ ایک زندہ دل اور خوبصورت عورت تھی۔ اسے فن موسیقی میں کمال حاصل تھا۔ ہر ایک کا دل موہ لینے والی خوبصورت اور خوب سیرت عورت تھی۔ بادشاہ اکبر کا بیٹا شہزادہ سلیم اس کی محبت میں گرفتار ہوا مگر اکبر بادشاہ کی ناراضگی کے سبب اس کاملہ کو ہلاک کروا دیا گیا پھر جب سلیم بادشاہ بنا تو اس نے انارکلی کی قبر پر سنگ مرمر کا گنبد تعمیر کروایا اور یوں لاہور کا پورا محلّہ اور بازار اسی کے نام سے مشہور ہوگیا۔

۲۔ ببیا جان:

اس خاتون کی خاص خوبی یہ تھی کہ یہ بہت اچھی ستار نواز تھی اور اس فن میں استاد تھی۔ سید صفدر حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مصنف قانون ستار (مطبوعہ

Scanned by CamScanner

۱۸۷۰ء) نے بھی انہیں اپنی کتاب میں کامل الفن تسلیم کیا ہے۔

۳۔ روپ متی:

روپ متی موسیقی کے فن میں کامل خاتون تھیں۔ مالوہ کے حکمران باز بہادر کی وفادار محبوبہ تھی۔ باز بہادر خود بھی فن موسیقی میں ماہر تھا۔ روپ متی حسن و جمال کا پیکر تھی۔ اس کے نام کی کہانیاں ایک وفا شعار عورت کا روپ ڈھال کر کئی دفعہ ہمارے سامنے آتی ہیں۔ اس کی کہانی کچھ یوں کہ اس وفا شعار نے بار بہادر سے عہد کیا تھا کہ وہ کبھی کس اور مرد سے محبت نہ کرے گی۔ مگر جب باز بہادر، اوہم خان کے حملے کی تاب نہ لاکر وہاں سے فرار ہوا تو محل میں روپ متی چند اور خواتین کے ساتھ رہ گئی۔ اوہم خان نے جب روپ متی کو دیکھا تو اس پر فدا ہو گیا۔ جب روپ متی پر اس کی نیت کا حال کھلا تو اس نے اس کے ایک شب بلا بھیجا۔ جب اوہم جان اس کے قریب گیا اور دیکھا کہ روپ متی سو رہی ہے اس نے اسے بلانے کی کوشش کی مگر وہ مردہ تھی۔ یوں یہ وفادار کاملہ اپنے محبوب پر قربان ہوگئی مگر وعدہ شکنی نہ کی۔ یہ واقعہ عہد اکبر کا ہے۔

۴۔ فخر النساء بیگم:

اس کاملہ کا ذکر کرنا مجھے اس لیے ضروری معلوم ہوا کہ انہوں نے ۱۸۱۶ء میں جنم لیا اور ۱۲۷۴ھ بمطابق ۱۸۵۷ء میں رحلت کی۔ اس دور میں اس خاتون کو طب سے رغبت تھی۔ حکیموں کو بھی اکثر اپنے مشوروں سے نوازتی تھیں۔ نواب سید محمد حسین خان کی بیٹی تھیں اور عظیم آباد کی مشہور بیگم تھیں۔ فن طب میں کمال کے ساتھ ساتھ خطاطی میں بھی ید طولا رکھتی تھیں۔ ان کے کئی نسخے ایک بیاض میں سید غضنفر نواب صاحب کے پاس غالباً اب بھی محفوظ ہیں۔

۵۔ لتا منگشکر:

... کی دنیا کا ایک بڑا نام ہے۔ گانے والیوں میں سب سے زیادہ

Scanned by CamScanner

شہرت انہیں کے حصے میں آئی ہے ۔ یہ خاتون ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد ماسٹر دینا ناتھ ایک مشہور فلم پروڈیوسر اور موسیقار تھے۔ اس فن میں کمال انہوں نے اپنے والد کے ذریعے ہی حاصل کیا۔ ان کا خیال ہے کہ گیتوں میں بے ہودہ اور لچر باتیں نہیں ہونی چاہیں۔ یہ خاتون کلاسیکل میوزک کی بڑی حامی ہیں ۔اب تک یہ تقریباً ۶۰ فلموں میں گیت دے چکی ہیں اور ایک ہزار کے قریب گیت گا چکی ہیں ۔ طبعاً نہایت خوش مزاج خاتون ہیں۔

حصہ چہارم شہیرات

۱۔ اہلیا بائی:

شہیرات سے مراد ان خواتین کے تذکرے ہیں جنہوں نے سیاسی،تمدن اور اخلاقی کارناموں یا پھر زندگی کے کسی خاص واقعے کے سبب شہرت حاصل کی ۔

اہلیا بائی بھی بڑی ذی لیاقت، صاحب تدبیر اور ایک تعلیم یافتہ رانی تھی۔ ۱۷۳۵ء میں پیدا ہوئیں جب انہوں نے وارث سنبھالی تو وزیر نے مخالفت کی اور ارد گرد کے لوگوں کو ساتھ ملانے کی کوشش کی لیکن اہلیا بائی نے اپنی لیاقت سے پہلے ہی مہاراجہ مندھیا اور پیشوا کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اس نے اپنی رعایا کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا وہ کسی قسم کی طبقاتی فرق کو روا نہیں رکھتی تھیں ۔سادگی پسند خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنی اسی لیاقت کی بدولت تیس برس تک حکومت کی اور ساٹھ سال کی عمر میں ۱۷۹۵ء میں انتقال کیا۔

۲۔پنا:

کہنے کو تو یہ خاتون ایک معمولی آیا تھی مگر اس نے اپنے راجا کے بچے کو بچانے کے لیے اپنے بچے کو اپنی نظروں کے سامنے قتل ہونے دیا مگر اف تک نہ کی کیونکہ اس کے خیال میں نمک حلالی کا اس سے بہتر موقع اور کوئی نہ تھا۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ میواڑ کے راجا سنگرام کے مرنے پر اس کے نمک حرام وزیر

Scanned by CamScanner

رن بیر نے قبضہ کرنے کے بارے میں پلان کیا اور آئندہ حکومت کرنے کے دعویدار کو ختم کرنے کا سوچا مگر جب جبر اس بچے کی آیا (پنا) کو ملی تو اس نے ایک نائی کے ہاتھ بچے کو محفوظ مقام پر پہنچا دیا اور اس کی جگہ پر اپنا بچہ رکھ دیا اور ان بیر نے اس کے بچے کو راجا کا بچہ سمجھ کر ختم کر ڈالا۔ پنا نے پھر راجا کے بچے کی پرورش کر کے اسے راجا بنا ڈالا اور یوں رن بیر ۱۵۴۲ء میں جلاوطن ہوکر دکن کی طرف چلا گیا اور پنا کی وفاداریاں ہر طرف پھیل گئیں۔

۳۔چاند بی بی:

چاند بی بی احمد نگر کی فرمانروا حسین نظام شاہ کی بیٹی تھیں اور اس کا ماں خدیجہ سلطان ایک دانا عورت تھیں۔ اس کی تربیت اس کی نہج پر ہوئی کہ اس نے نہ صرف مختلف زبانوں پرعبور حاصل کیا بلکہ شمشیر زنی اور شہسواری میں بھی دسترس حاصل کی۔ بڑے بڑے شمشیرزن بھی اس کے مقابلے میں آنے سے گھبراتے تھے۔

''چاند بی بی کا شمار اسلام کی نامور خواتین میں ہوتا ہے۔اس نے اپنے فہم و فراست ،جرات و بہادری ،دانشمندی رعایا پروری اور دلیری سے یہ ثابت کیا کہ عورتیں جنگی فنون میں بھی مردوں سے کم نہیں ہوتیں اور دوسری اہم بات یہ کہ یہ ایک پردہ دار خاتون تھیں۔''

چاند بی بی کی شادی والیٔ بیجاپور علی عادل شاہ سے ہوئی۔ ایک دفعہ اس نے اپنے شوہر پر حملہ کرنے والوں کا سرتن سے جدا کر دیا جس پر عادل شاہ عش عش کر اٹھا مگر پھر جب ایک سازش سے علی عادل شاہ کو مروایا گیا تو چاند بی بی بھی سازشوں میں گھر گئیں۔ اس کڑے وقت میں بھی اس نے کئی بار مغلوں کو شکست دی اور اس نے اپنی زندگی میں مغلوں کو دکن فتح نہیں کرنے دیا۔ یہ بھی غداروں کے ہاتھوں قتل ہوکر موت کی وادی میں

Scanned by CamScanner

جاسوئی اور افق کا چاند بن گئی ۔

۴۔ زوجہ داؤد خاں:

اس خاتون کی خودکشی کا واقعہ وفا و محبت کی جیتی جاگتی مثال ہے اور ایک عجیب وغریب واقعہ ہے کہ ۱۱۳۰ھ میں اس کا شوہر داؤد خاں لڑتا ہوا مارا گیا تو اس نے میاں کی محبت میں زندگی سے بے زار ہو کر خودکشی کرنے کی ٹھانی ۔اس وقت یہ سات ماہ کی حاملہ تھی۔ اس نے بڑی مہارت سے خود اپنا پیٹ چاک کر کے بچہ بطور امانت ورثا کے سپرد کیا کیونکہ وہ بچے کو اپنے شوہر کے پیار اور نام ونسل کی یادگار کے طور پر چھوڑ جانا چاہتی تھی ۔

۵۔کشن کماری:

اس خاتون کوشہرت اور دوام اس وجہ سے ملا کہ اس کی موت کا قصہ سقراط کی موت سے مشابہت رکھتا ہے ۔صرف شخصیت اور سبب کی نوعیت مختلف ہے باقی اس خاتون نے بھی سقراط کی طرح اپنی خوشی سے زہر کا پیالہ پیا۔

کشن کماری ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوئی، نہایت حسین تھی اور اپنی اسی خوبصورتی کے سبب ''راجستھان کا پھول'' مشہور تھی ۔ اس کی بربادی کا سبب اس کی جوانی سے شروع ہوتا ہے جب اسے دو مخالف راجاؤں کی طرف سے رشتے کا پیغام ملتا ہے اور جۓ پور اور جودھپور کے راجاؤں نے اس کے باپ (اوے پور کے رانا) کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں اور رانا کو بے حد تنگ کیا۔ رانا نے اپنے مشیروں سے صلح مشورہ کرنے کے بعد اپنی ہی بیٹی کوختم کرنے کے بارے میں سوچا کیونکہ اس کے نزدیک تمام مسئلہ اسی لڑکی کے سبب تھا۔ راج کماری کی ماں نے اسے دخترکشی سے بہت منع کیا۔ جب بیٹی (کشن کماری) کو باپ کے ارادے کی خبر ملی تو اس نے خود اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور خادم نے زہر کا پیالہ اس کے سامنے پیش کر دیا۔ کشن کماری

Scanned by CamScanner

ماں سے کہا'' کہ تم غم نہ کرو، عمر بھر کی مصیبت سے بہتر ہے کہ ابھی سارے دغوغہ سے نجات حاصل کرلوں، آپ کی محبت ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے شفقت سے پالا۔ ماں یہ سن کر چیخ اٹھی۔ جب زہر نے پورا اثر نہ کیا تو پھر اسے کسمبا کا زہر ہلاہل دیا گیا جسے اس نے مسکرا کر پی لیا اور یوں وہ معصوم لڑکی اپنے باپ کی جاگیر پر قربان ہوگئی۔ اس کی ماں بھی کچھ عرصے بعد اس صدمے سے مرگئی اور یوں جب یہ واقعہ مشتہر ہوا تو ہر ایک نے ''رانا'' کی بزدلی اور سنگ دلی پر خوب لعنت کی۔

۶۔نور جہاں:

اس خاتون کا قصہ حضرت موسیٰؑ کے قصے سے مشابہت رکھتا ہے وہ ایسے کہ جب شہنشاہ ایران نے اس کے باپ (نور جہاں کے) مرزا غیاث بیگ کو ملک بدر کر دیا تو وہ اپنے کم سن بچوں اور حاملہ بیوی کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا، راستے میں اس بچی کی پیدائش ہوئی۔ ماں باپ اس کی پرورش سے عاجز ہوئے تو اسے وہیں جنگل میں رہنے دیا۔ پھر کسی تاجر کے ذریعے یہ بچی دوبارہ اپنے والدین سے جاملی۔ جہاں یہ لوگ ایک قافلے کے ساتھ شہنشاہ اکبر کے دربار میں پہنچ گئے وہاں اس بچی کی تربیت ہوئی۔

حسن و سیرت میں باکمال تھی نام مہر النساء تھا۔ اکبر کا بیٹا شہزادہ سلیم اس پر عاشق ہوا کیونکہ ایک بار سلیم کے اس نے دو کبوتر پکڑوائے جب سلیم نے مہر النساء سے ایک کبوتر کے اڑ جانے کا سبب دریافت کیا تو مہر النساء نے عملاً دوسرا کبوتر اڑا کر کہا کہ ایسے ....یہی حاضر جوابی شہزادہ سلیم کو بھا گئی۔ مگر اکبر کو یہ سب پسند نہ آیا اور اس نے مہر النساء کی شادی شیر افگن سے کروادی۔ پھر جب قطب الدین کے نوکروں نے شیر افگن (جس سے نور جہاں کی ایک بیٹی بھی تھی) کو مار ڈالا تو دو سال کے بعد شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے اس سے نکاح کیا پہلے نورمحل خطاب دیا پھر نور جہاں بادشاہ بیگم

Scanned by CamScanner

لقب ہوا۔

جہانگیر نور جہاں پر اس قدر فریفتہ تھا کہ اس کے نام سے شاہی سکہ بھی جاری کیا۔ سلطنت کے کئی امور بھی اسی کے مشورے سے طے پاتے تھے نہایت معاملہ فہم تھیں۔

نور جہاں اردو اور فارسی میں شعر بھی کہتی تھیں۔ نذر اور بہار تھیں۔ نمونہ کلام:

لاہور رانجان برابر خریدہ ایم

جان دادہ ایم و جنت دیگر خریدہ ایم

نوٹ: جو کبوتر چھوڑنے والی بات ہے جو جہانگیر کو پسند آئی اس کی تردید مرزا حیرت نے جو سوانح عمری لکھی ہے۔ اس میں کی ہے مگر یہ بالکل حقیقت ہے کیونکہ عاقل خان جو جہانگیر کے کتب خانے کا مہتمم تھا یہ داستان عشق ایک مثنوی میں یوں بیان کی ہے کہ:

کبوتر دادا ورا شاہزادہ

بہ پرواز کبوتر دل نہادہ

تو پھر اس معاملے میں عاقل خان سے زیادہ معتبر شہادت اور کس کی ہوسکتی ہے۔''

حصہ پنجم: مقدسات

ا۔ بھانومتی:

یہ خاتون ہر قسم کی جادوگری میں استاد مانی جاتی تھیں۔ مگدھ دیس کے بھوج راجا کی بیوی تھی۔ اوہام پرست اور جادو ٹونہ کرنے والے ہر لمحہ اس کے نام بھی دوہائی دیتے تھے۔ اس عورت کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ یہ جادو کے زور سے اپنے پٹارے میں سے جو چاہتی تھی نکال لیتی تھی۔ اسی حوالے سے عوام کے محاورے میں کسی بکس یا گھڑی جس میں مختلف چیزیں پڑی ہوں اسے ''بھانومتی

Scanned by CamScanner

کاپٹارا'' بولتے ہیں۔

۲۔سیتا جی:

ہندوؤں کے عقیدے میں اس خاتون کا نام بڑے ادب و احترام سے لیا جاتا ہے اور ان کے قریب اس کا رتبہ قریب قریب خدا کے برابر ہے اور یوں سیتا رام جپنا ان کی بڑی عبادت میں شامل ہے ۔ یہ مہاراجہ رام چندر جی کی زوجہ تھیں۔صبر و استقلال شوہر پرستی اور وفاداری میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ انہوں نے بڑی پاکدامنی سے ''راون'' کے ظلموں کا مقابلہ کیا۔ ہندوؤں کے یہاں ان کے مفصل حالات کے کئی دفتر موجود ہیں۔ یہ خاتون سنسکرت زبان میں سے بھی بخوبی واقف تھیں۔

۳۔لل لا:

مسلمانون کے علاوہ ہندو بھی اس مشہور و معروف صوفیہ کو حق شناس اور مقدس شاعرہ مانتے ہیں ۔اس مقدس عورت کا اصلی وطن کشمیر تھا، باپ برہمن تھا۔ دس برس میں اس کی شادی کر دی گئی مگر اس کی ساس نے اس پر ظلم وستم کی انتہا کر دی ۔ اس عظیم عورت نے کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لایا آخر ایک دن گھر بدر کر دی گئی ۔ بس یہیں سے اس نے اپنی زندگی کا رخ بدل لیا۔ صوفیاء اور پیروں کے جلسوں میں بیٹھنے لگیں۔ اس خاتون نے تصوف سے بھرپور واکیے لکھے۔

'' واکیہ کشمیری زبان میں ''نظم'' کو کہتے ہیں۔''

ان کے دو سو بیس واکیے ملے ہیں۔ جن میں سے ایک سونو کے انگریزی ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ آر۔سی ۔ٹمپل نے ان کے حالات پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ''لل لا واکہائی'' ہے۔ ہندو ان کو ''یوگیشوری لل لا'' کہتے ہیں۔ انہوں نے ۷۵۶ھ میں وفات پائی۔ ان کے کلام میں خیالات کی بلندی اور فیچر کے گہرے مطالعے کا اثر

ملتا ہے

Scanned by CamScanner

نمونہ کلام:

لل لا یوزم گیوم وسوسہ الا اللہ یوزم گیوم ستہ

مسجود ترا دم موجود ودتم اونو عامی لل لا مکان

"یعنی کہ جب لا ایہہ کہا وسواس ہوا الا اللہ کہنے سے تسلی ہوئی ۔ سجدہ چھوڑ کر ساجد و مسجود کو ایک جانا تو موجود پایا۔ اب اس سے لل لا کا مکان لا مکان ہے ۔"

ایک اور شعر کا اردو میں ترجمہ کچھ یوں ہے کہ:

بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ میں جلوہ آشکار

اس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

۴۔ مبارک خاتون:

حضرت شیخ عباد اللہ بھکاری (متوفی ۱۰۰۰ء) کی زوجہ محترمہ اور مرید تھیں۔ بڑی مقدس عورت مانی جاتی ہیں اور ان کی فضیلت کا ایک اور سبب یہ ہے کہ یہ شہزادہ سلیم کی تعلیم کے لیے منتخب ہوئی تھیں اور ایک عرصہ تک شہزادہ سلیم (بادشاہ جہانگیر) کو تعلیم دیتی رہیں۔ جواہر خریدی میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔

۵۔ مائی بھاگی:

یہ خاتون لاہور کی رہنی والی تھی ۔ شروع میں مئے نوشی کا دھندہ کرتی تھی اور اس کی دکان پر اکثر رندوں کا ہجوم رہتا تھا پھر آخر ایک شخص (ذوالفقار) کی محبت اسے راہ راست پر لے آئی اور یوں یہ خاتون مجذوب صفت ہو گئیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اس کا بڑا معتقد تھا۔ یہ اسے گالیاں دیتی تھیں مگر وہ اس کو بھی دعائے خیر سمجھتا تھا۔ انہوں نے بہت سی عمارتیں بھی بنوائیں۔ ۱۲۶۴ء میں وفات پائی۔ ان کا ذکر حدیقۃ الاولیا میں بھی موجود ہے۔

Scanned by CamScanner

۶۔ ویبھاوتی:

یہ خاتون ہندوؤں کے مشہور ومعروف قانون بنانے والے راجا ''منو'' کی ذہین اور مرتاض بیٹی تھی ۔ نہایت سلیقہ مند اور ذی علم تھی ۔اس نے اپنی مرضی سے ایک غریب آدمی'' کروما'' سے شادی کی ۔ وہ شخص عابد و زاہد تھا تو پھراس نے بھی اس کی وفا میں عمل کی زندگی کو خیر آباد کہہ کر جنگل میں رہ کر حقانیت کی تلاش کے مدارج طے کیے۔ ان کا ایک بچہ جس کا نام'' کپیلا'' تھا۔ ہندوؤں کے ایک قدیم فلسفے کا موجد ہوا تھا جو ہندوؤں میں بڑا مقبول و معروف تھا۔اس حوالے سے بھی ویبھاوتی ہندوؤں کے ہاں ایک مقدس عورت کہلائی۔

❖•❖•❖ ❖•❖•❖ ❖•❖•❖ ❖•❖•❖

حوالہ جات

۱۔ فرمان فتحپوری ڈاکٹر'' اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری'' مجلس ترقی ادب لاہور، نومبر ۱۹۷۲ء

۲۔ فرمان فتحپوری ڈاکٹر'' نگار پاکستان'' ۲۳ گارڈن مارکیٹ، کراچی نمبر۳، س۔ن

۳۔ فصیح الدین بلخی'' تذکرہ نسوان ہند'' شمسی پریس پٹنہ سٹی، سن ۱۹۵۶ء

۴۔ فصیح الدین رنج حکیم'' بہارستان ناز'' مجلس ترقی ادب کلب روڈ، لاہور، طبع اول ۱۸۶۴ء، دوم ۱۸۶۹ء، سوم ۱۸۸۶ء

۵۔ قمر تسکین'' اسلام کی نامور خواتین'' مکتبہ القریش ،اردو بازار، لاہور، جنوری ۱۹۸۵ء

۶۔ قاضی ظہور الحسن ناظم سیوہاروی'' مسلمان عورتوں کی تاریخ'' منصور پرنٹنگ پریس راوی روڈ، لاہور، سن ۱۹۶۰ء

۷۔ محمد حسین صدیقی'' جمع و ترتیب'' ہندوستان کی بیس بڑی خواتین'' زمزم پبلشرز مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ۔ن

Scanned by CamScanner